

آغا بابر کے تخریر، وہ آغا بابر جو کہ بھی ایسی خوب صورت کہانیاں لکھتے تھے۔ پتہ نہیں آتا کہ کتنے روز پڑھیں۔ کتاب کے آرٹسنگ کو لکھنے والے سے متعلق ہیں۔ آغا کی تخریروں کے کردار نے نہیں عین۔ دوسری آرزو رت مگر آغا بابر کے مرد اور عورت پرے کے پیچھے کے لوگ ہیں۔ انہوں نے اندھیروں کی کہانیاں لکھی ہیں۔ آغا بابر کے دو مجموعے چھپ چکے ہیں، ڈرامے بھی لکھتے تھے۔ ان کے ایک دوست نے پوچھا کہ کیا ہے وہ اب کتوں نہیں لکھتے تو ان کے بے ساختہ جواب دیا: "آغا کو اب زمانے کی ہوا لگ گئی ہے۔ خلیفہ یہ ان کے ایک دوست کی رائے تھی۔ ہمارے دل آرزو ہے کہ آغا لکھ کا وسیعہ شریک نہ کریں۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوں واپس آجائیں۔"

آغا بابر کے خطوں، اردو کے دوسرے مشہور کہانے

ایک پوسٹ میں لکھا کہ آغا بابر کی زبان

<https://www.facebook.com/groups/372605677178945/>  
Zegham imran



تھے مگر آج اس کی عزت کا دم گھٹ رہا تھا۔ تیسری سنڈی میں خط لکھتے ہوئے گا، طوائفوں کے کوٹھوں پر چڑھ کر آواز دے گا، بی بی خطا یا، غلیظ گلیوں میں جا کر پیشہ وروں کو ان کے پاؤں کے خط سے گاجوہری سے شروع ہو کر بوس ہی پر ختم ہوں گے۔ جن کا مضمون صرف بیباکی ہوگا، کسی خط میں ماں کی ماستانہ برگی، کسی خط میں باپ کا پیار نہ ہوگا، ماں کی چھاتیوں میں دودھ کی جگہ نکلیا ہوگا اور باپ کی نگاہوں میں بھولا بے حیا، وہ ہر شے کے ساتھ بیٹھا۔

لگے دن پوسٹ ماسٹر کے رہا تھا۔ گلاب دین کیوں نہیں ہوتا ہے؟  
پتا ہے؟  
میرا نور بولا: آپ سے کوئی درخواست کرنا پتا ہے صرف  
درست کے لیے پیش کرنے کو کہہ رہا ہے؟  
بلاؤ؟

گلاب دین کا چہرہ بڑے صاحب کی پیشی میں زرد پڑ رہا تھا۔  
دل بیٹھا ہمارا تھا کہ کترے ہوئے لب نہ یاد ہوئے دکھائی دے تھے۔  
دراستی کے بال زیادہ غصے نظر آتے تھے۔ وہ شاید تازہ تازہ دھڑک کر  
دعا مانگ کر آیا تھا کیا بات ہے گلاب دین؟  
"جی! صرف یہ عرض کرنے کے پیش براہوں کو میری تبدیلی  
میرا سنڈی میں کر دی گئی ہے۔۔۔۔۔"  
"تو پھر؟"

"جی ذرا خیال فرمائیے، میں ہائی وقت کا نماز پر میرا نماز ہی ہوا  
میری بڑی بے بسی ہو گئی۔ اس نے درخواست نکال کر مجھ تک دی۔  
اپنے خال کوٹ کی جیب سے کلمے مانوں کے تسبیح نکال کر بولا۔  
سب جگہ

پوسٹ آفس کے کچھ بڑے والی عمارت کے لیے کمرے  
میں خاصی چل چل دھانی دے رہی تھی۔  
آج چٹھی رسالوں کے ملاقاتی بدلے گئے تھے۔ چٹھی رسالے گلاب دین  
کا چہرہ ہوا تھا کرم الٹی نے کرم سے پوچھا کہ گلاب دین کی ماں کیوں  
مری ہوئی ہے؟

"اُس کی بیل میرا سنڈی ہو گئی ہے۔"  
کرم الٹی نے ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا: "سوں سب دی؟"  
کرم بولا: "جس سب دی؟ اس نے مجھ کو چٹھی کے لیے  
اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ پر سے مارا۔ دونوں کھل کھلا کے ہنس پڑے۔  
"اس کا کیا مطلب ہو گا؟" مذاق دینے والا تو خدا ہوتا ہے مجھے  
خواہ تو کوری کیوں نہ چھوڑتی پڑے ہیں تو بڑے صاحب کے پاس پہل  
کروں گا۔ آپ خود سمجھ جائیں۔ فیسوں کو کچھ تو خیال کرنا چاہیے کہ کون سا  
ملاؤ کس کو دیتا چاہیے؟ گلاب دین اپنے دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔  
وہ پانچ وقت کا نمازی تھا۔ اپنے محلے میں تراویح کی نماز دلائی  
قرآن خوانی کا انتظام کرنا ہمیشہ اُس کے ذمے ہوتا تھا۔ بازار میں سولاج  
شریف کا چند اُسی کے ایما سے اکٹھا ہوتا اور اُسی کے ہاتھوں سے خرچ  
ہوتا تھا۔ میلاد النبی کے مجلس پر محلے کے لڑکے ہلے اُسی کی ہدایت  
کے مطابق خوب صورت محراب نماز خانہ بناتے اور جھنڈیاں لگاتے  
تھے۔ مسجد کے باقاعدہ نمازیوں میں اُس کا شمار تھا۔ اُسے دین دار لوگوں  
کی صحبت سے مسئلے مسائل سے بھی غامی لگا ہی ہو چکی تھی۔ سب سے شناسی  
اور ایمان داری کی بنا پر اپنے پرانے بھی اُسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے





دکان دی ہر جگہ کے ساتھ اس کا سینہ..... اس کا جی ہوا ہوا  
 آنکھیں بند کر لے اس سے اپنی پوجی کا تھلا پھر کنک اور منہ چھپا لے  
 کل سے میری جگہ پہنچیاں تھیں کیا کریں گے؟  
 "ہیں انیا چھی رسن ملگ گیا؟"  
 "ہی ہاں؟"

بس بس انہوں نے دل لے کر تاش کے پتے پٹاخ سے بند کرتے  
 ہونے پہلے سراج کو دیکھا پھر گلاب دین کی طرف نگاہ پھرائی اور دیکھنے لگے  
 کی آنکھیں سرخ تھیں یاد چاندنی کا کافی حصہ اس کے بعد ہی بچنے  
 نے گھبراہٹا تھا اس نے گھٹا اٹھا کر تھے کی یاد دہندوں میں دے لے پھر  
 آسودگی سے چھو گیا اس کی ہڈیوں پر منٹھے جوئے ہوں کا گھر دوا  
 خیار پھیلا ہوا تھا جتنی ہڈیوں کا جام کیا ہے جو زجری چھو کر سنے لپٹا  
 سراج نے جواب دیا: گلاب دین؟

زحمان چھو کر سنے نے ہنس کر کہا: اور راجھا پھل گلاب دین ہی بھلا  
 ٹٹ پیا؟  
 "وہ شرم نہیں آتی تھی، سلام دعا لینے کے جانے ان سوزاں  
 کر لے گا: تمہارے ہر کڑی ہوئی فرائی سے جبر کا اس نے پنا ایک  
 ہاتھ کٹ کر پرائے گا تمہاں سے اس کی منڈی دلوں کا اندازہ لگانے  
 میں کوئی لعل نہیں ہو سکتی تھی۔"

جس بات سے یہ تسبیح پھری جاتی ہے وہ جکاری کے ایلوں میں جاکر  
 ہر شہر و قریہ کو خطا تقسیم کرے گا بہت سزا اللہ مجھ سے دہرے گا جاتا  
 میری گزشتہ ہے کہ مجھے فیض باغ کا ملاقات دیا جانے یا سڑی  
 میں رہنے دیا جائے؟

"پوسٹ ماسٹر نے ہیریٹ ماسٹر میں گھاتے رہنے کا ذرا خیالی  
 تبدیل فوج کر دی جائے؟"  
 "آپ کے بچے جیسے رہیں یہی کم ترین کا مطلب تھا؟"  
 "سودت یہ شکل ہے خود کرنے کے لیے تمہاری مرضی رکھے  
 جیسے میں مگر اس وقت تبدیلی تسخ نہیں ہو سکتی: گلاب دین کے سینے  
 میں ایک تیرا لگا۔"

سراج گلاب دین دونوں چٹھی دساں پانی دالے تالاب سے  
 کہنے بہتے جب زگرے کی قبر پہنچے تو سراج رگ گیا اس نے اتھو  
 میں تھالی ہوئی ڈاک چھاتی اور بولا: "موروی گلاب دین! آج صبح  
 خروار کر لے وہ دانیں اتھو کہ گھوم گیا: یہ پٹا چھوڑا وہ فیروزاں کا ہے  
 اور صبح گھنے دایاں دیتی ہیں: پٹا بک کے ملنے ہار پال چھانے  
 تین چھانڈی بیٹھے ہاشش کھیل رہے تھے مکان کے پتہ تجا مندر پر ایک  
 محنت کھڑے پر تریا لے گئے بال اٹھیں سے جھکے دے  
 کر کھار ہی تھی۔ وہ شاد ہونے کی وجہ سے گلاب دین کو وہ بہت بھرا



”ادب الیٰ اپنی شہزادہ کے سب سے پہلے  
اس نے اپنا پائل کھڑے سے نیچے رکھ دیا اور بول: ”نئے من  
بے شرم۔“

”موجھوں والے نے ڈبیا اٹھا کر گلاب دین سے کہا: ”سگریٹ پر  
مولیٰ جی!“

گلاب دین بولا: ”جی نہیں، شہزادی!“

سراج نے سگریٹ سگایا اور سلام میکے کے آگے  
چل دیا: ”یہ موجھوں والا کون ہے؟“

”اس گل کا چہرہ دھری۔“

”اور وہ پھر سا چھو کر آہ۔“

”یہ تیرے چاہے کا لڑکا ہے،“ بتو ہی تو تھی، مگر کس گیت  
بہت اچھے گاتی ہے۔ یہ بھلی جینک بالوں کی ہے اور اوپر چہرہ اسے میں  
لگ رہتی ہے۔“ اس نے ہاتھ میں پکڑ دی ہوتی ڈاک سے ایک لفافہ نکال  
کے گلاب دین کو دکھایا جس پر سر تارے میں لکھا تھا: ”میرزا سلاطین عرف گلاب“  
وہ بیٹھیاں چہرہ دکھ کر گھبراہٹ میں آ پینچے۔ جینک خال پڑی تھی، دوانے  
پر مڑیوں سے پردہ ہوتی لڑیاں آپ ہی آپ لڑ رہی تھیں، سراج نے  
سیا سیل چاندل پر خط بھینکتے ہوئے کہا: ”چٹھی لے لو جی!“

ایک ٹھٹھکی سی عورت نے گے خط اٹھایا۔ سراج بولا: ”بی بی جی!  
کل سے یہ چٹھی رساں چٹیاں بانٹا کریں گے۔“

”اچھا منشی! اس نے بے حد حیا نے میں کہا اور مضطرب سے لفافہ  
دیکھ کے یہ کتنی ہوتی اندر چنی گئی۔ لگ جی، چٹھی آئی ہے۔“

دالپی پر تاشیں کھیلنے والوں کے پاس سے گزرتے وقت گلاب  
نے اپنی خالی خالی نگاہیں ہوا میں ڈال دیں تاکہ وہ لچر سالوں کا اسے پھر  
مذاق سے کچھ کہہ نہ دے مگر ان لوگوں نے اب دیکھا بھی نہیں کہ کون گزر گیا۔

بازار میں پہنچ کر گلاب دین نے ایک لمبی سی سانس لے لی اور شیلے کے برے  
سے ماتھا لپٹ لیا: ”یہ نکا پان والا ہے،“ یہ شہابی کے دوکان ہے، شہابی کے  
پان ساری ہیرا منڈی میں مشہور ہیں۔ یہ اس کا شاگرد ہے، دن کو یہ بیٹھا۔

شہا ہا اس وقت سویا ہوا بونگہ، شام کو بیٹھے گا۔ پان سگریٹ کی دوکانیں  
دول کے آدھے میں مولیٰ جی!

اس وقت تک گلاب دین کو چپ لگی ہوئی تھی۔ وہ سراج کے  
یوں براہ راست خطاب پر جھٹک پڑا۔ بولا: ”خدا فارت کرے، ان لوگوں کے“

”بازار میں یہ لوگ جو ہم کو اس وقت دوکانوں پر بیٹھے نظر آ رہے ہیں  
طوائفوں کے ملازم ہیں۔“ ایک گل کے سرے پر کھڑے ہو کر سراج چٹھی

رساں نے خط پھر چھانٹے: ”اس گل میں چشمہ کمانے والی بیٹی جی، بیٹی  
نے کسی جذبے کے بغیر کورے گا، نہ کی طرح کہا اور گلاب دین کو کسے کر بڑھ

گیا، اس گل میں شہ سے ہوئے غریبوں کی بو آ رہی تھی، گلاب دین نے  
شیلے سے پھر اپنا منہ ڈھک لیا، عاجزی سے بولا: ”اس گل میں  
جانا ضرور کی ہے؟“

”صرف ایک خط ہے۔“

”کس کا؟“

”کنجروں کے چہرہ دھری کا تو کا۔ اس گل کی بہت کم چٹیاں ہوتی ہیں  
اگر کوئی ہوتی ہے تو وہ چہرہ دھری کی یا کسی دلال کی ہوتی ہے۔“

چہرہ دھری کی خضاب لگی داڑھی تھی۔ وہ چارپائی پر بیٹھا مقرر ہوا  
تھا اور ایک شخص اس کی پٹیاں سوت رہا تھا، قریب ہی ایک تیار ہوا

بیٹھا تھا، کدھر اشارہ اس نے چٹھی رساں کی طرف دیکھ کے کہا۔  
”چہرہ دھری آپ کی یہ چٹھی تھی۔“

کسیاں اپنی اپنی دہلیزوں پر لوہے کی کرسیاں رکھے بیٹھے  
تھیں۔ چہروں پر بھٹکار برس رہی تھی۔ گلاب دین نظریں نیچی کیے بیٹھے  
کے ساتھ ساتھ گزر رہا تھا۔ اسے میں کسی عورت کی آواز آئی۔ جیساں کہ

چوڑی کھاتی ہے۔“  
گلاب دین نے چہرہ دھری سے دیکھا۔ ایک کسی نے اپنے دروازے

پر طوطے کا پنجہ لٹکا رکھا تھا۔ چٹھی رساں کو دیکھ کے بول: ”منشی جی! ہمارا  
کوئی چٹھی نہیں آئی؟“ سراج نے جب فنی میں سر ہلایا تو بول: ”لمبے ہیں  
کوئی چٹھی نہیں لکھتا۔“

مذاق سے کی جھکٹ کے ساتھ دو پٹا تارے سینا کر اٹھایا  
عورت کھڑی تھی، بولی: ”یادوں میں اب تجھے کون چٹھی لکھے گا، مگر گے جی  
سبیا چٹیاں لکھتے دلائے۔“

یہ دونوں آگے نکل گئے، سراج نے کہا: ”طوطے والی عورت  
کا نام گلاب ہے، اس گل کی ساری دونوں اسی کے دم سے ہے بہت سے  
تماش بین اس گل میں اسی کی خاطر قاتے ہیں۔ گل آگے سے تنگ ہوتا

بارہی تھی تماش بین جو چہرہ دھری سے چہرہ دھری دیکھاتی تھے، اب  
ان کی وجہ سے دارت رکنا برا محسوس ہوتا تھا۔ گلاب دین کا دم گھٹنے  
لگا۔ اس نے کھلی ہرک پر پہنچ کر اطمینان کی سانس لی۔ چوڑی کے شیلے سے

ماتھا لپٹ لیا اور داڑھی پر ماتھہ پھیرا۔ داڑھی پر ماتھہ پھرتے وقت اسے یاد  
آیا کہ اس نے تماش بینوں کے شیلے میں ایک داڑھی والے کو بھی لپٹا

تھا جس نے ماتھے پر لپٹا ہوا تھا اور پھر کنجروں کے چہرہ دھری کی خضاب  
رنگی بھری داڑھی اسے یاد آئی۔ وہ تھک چکا تھا اور اپنے کام سے  
بیزاری محسوس کر رہا تھا۔ اس نے سوچا کاش اس کی زون ٹیل کے دوکان

ہوتی، آرام سے بیٹھا دوکان کرتا اسے معلوم نہیں مانگوں کے اٹنے تک  
پینچنے میں کتنا وقت لگا۔ سینہ کے قریب کا محفل اسے کچھ مختلف لگا۔

سب جگہ







اشادہ کر کے کہا: یہاں بیچھاں رہتی ہے۔ وہ ساتھ والا مکان بھٹو کا ہے۔  
 اس کے پیچھے وہ جو چمک نکلتی ہے، وہ استاد نور الدین کے چمک  
 ہے، اُسے بدرنگی کی چمک بھی کہتے ہیں۔ لیکن ان کا ایک چمچ مشزی کی  
 بھی تھی؟

گلاب دین نے ڈاک دیکھ کر کہا: ہاں؟

یہ گھر زہرہ پٹری کا ہے۔ یہ کہہ کر وہ ڈیڑھ سی میں داخل ہو گیا  
 سامنے برآمدے میں ایک عورت چارپائی پر کدوٹ بدلے لیٹی ہوئی  
 تھی۔ اس کے سر کے سرے کے گھروں سے فیض پٹی ہوئی تھی۔ قدر میں کی  
 چاہ پٹن کر بھی اُس نے اس طرف نہ دیکھا جیسے وہ کوئی نڈی کرے  
 مدد چڑی ہو۔ سراج لے کھائے کر کہا: چمچیں رساں آیا؟  
 ساتھ ملے کوسے سے ایک ہانگ سی دہلی تیل لڑک خط لینے  
 کے لیے نکل آئی۔ سامنے والے کوسے میں مدد سازندہ سے بھیجے ایک چھوٹی  
 سی لڑکی کو سبق دے رہے تھے جس نے ہانگ میں تھنی ہن رکی تھی۔ ہانگ لڑکی  
 کے پاس کے لیے اور میں کتنی مہربانی تھی۔ اُس کی طرح بچہ کے  
 جاری تھی۔ سب۔

نئے ہزار میں اگر سراج نے وہاں گلاب دین کی ایک مدد پرینے  
 کی کوشش کی۔ مددوں شہنے خود کہہ دینا اُسے اتھا نہ لگتا تھا۔ اُس نے  
 ایک مدد پرینہ زبردستی اُس کے کوٹ کی جیب میں ڈال دیا اور بولا: جیو گلا  
 یہ کوئی حرام کا پیہ نہیں ہے۔ سمجھنے کی بات ہے۔ کسی کی جیب سے ڈیہ  
 نکال لینا بڑا مشکل کام ہوتا ہے۔ ڈیہے کا قریبی حساب کتاب ہے۔  
 آج یہ ہمارا جیب میں، کل دوسرے کی جیب میں، پر سولہ دنوں سے  
 تیسرے کے پاس۔ کسی کے پاس کب خیر تارے؟

گلاب دین کو وہ تھنی دلی لڑکی یاد آگئی جسے پہلا سبق ہی یہ یاد دیا  
 تھا۔ آ۔ جا۔ پھر۔ پھر۔ جا۔ اب کہہ کر؟ گلاب دین نے  
 سراج کو اب ایک خبری گل میں گھٹے ہوئے مدد پرینے کی حرکت سے پرچھا۔  
 ہمیں کسی بھڑکے کا ڈر ہے فشی جی! ہم اپنی ڈیڑھ لے رہے  
 ہیں۔ اس طرح آپ بھر پائے؟

اُس گل میں پچھلے گزشت کی باندھ رہی تھی جیسے ہیف مارکٹ  
 سے آتی ہے۔ دو دروہ کر سیریں پر مشید عورتیں ملاؤں کی طرح ہانگ  
 پر ہانگ رکھے بڑی بے باکانہ تھیں۔ ان کی باتیں بیہودہ اور حرکتیں  
 بڑی پھر تھیں۔ کچھ اور چاروں پر مٹی ہانگ جھانک کر رہی تھیں۔ سراج بولا:  
 یہاں سب دڑوا رہے۔

نصف گل میں پہنچ کر اُس نے کہا: فشی جی! افضل دین حضرت  
 الی جان کا خط نکالتا، اسے دے دو۔

گلاب دین نے اُس پتے کا خط الی جان کو دے دیا جس کے

پاس سے اُسے فوراً لک بھائی ایک ڈانٹ کے سامنے بستہ ہوئی  
 ایک خشکی رنگ کی حرکت سے چمکیں کر رہے تھے جس نے تہ بند ہانگ  
 دکھا تھا، کانوں میں سوتیے کے پھول تھے اور بالوں میں سونگہ پیر  
 دکھا تھا۔ سراج نے یہ کہہ کر ملائے کے باخبر چمچیں رساں ہونے کا خواہ  
 کیا: یہ پینا بھی ذات کی ستن ہے؟

اس وقت گلاب دین کو یہ بات بھی نہ ملے گی۔ اب ہر نکتے ہی میں  
 نے بڑبڑا کر پوچھا: ان خاتونوں کی کتنی تعداد ہوگی؟  
 کوئی کتنی شمار نہیں، خاتونیں نہیں کہتے انھیں اور ہی جلدی بچوں  
 ہیں۔ نئی پٹہ بیٹھے والی کر خاتون کہتے ہیں۔ شوک۔ گلاب دین نے منہ کرنا  
 گزردہ سے تھوکا۔

ڈاک تھم کر لے کلا وقت تھے۔ ایک مدد پرینے کے سر پہ ڈالنا  
 وقت گلاب دین کو ملا کہ گھومنا پڑتا، ہاڑوں طرف چمکیاں بانٹنے جاتا  
 پڑھتا ہات کا اُسے بڑا افسوس تھا کہ وہ جلد و قدر کے غم سے یہاں  
 مدد پرینہ والیں دوسے سکائیں مدد سراج نے مدد پرینہ زبردستی اُس کی جیب  
 میں ڈال دیا تھا، اُس نے اُس کی طرح اخت مبنے دیا کہ اگلے  
 مدد جا کر وہاں سے دے گا مگر اُسے ادھر ملنے کا حوصلہ نہ پڑا۔ اُس نے  
 سوچا کہ کسی مدد ان کی چمچیں دینے جائے گا تو مدد پرینہ بھی واپس کرے گا مگر  
 چمچ ہی نہ آئی۔ جس دن آئی اُس سے دور نہ پہنچا اُس کی جیب سے  
 وہ مدد پرینہ نکال کر اُس کی پیری نے فشی کا تیل منگوا لیا تھا۔

بعد ازاں مدد پرینہ چاندنی پریش ہوئی تھیں۔ گائیجے پر اُن کی  
 چھوٹی ہن آتی پالتی مار کر بیٹھی ہوئی تھی۔ جمناج اپنی عمر سے بڑی لکھن  
 دے رہی تھی۔ پاس اُن کا باپ بیٹھا تھا۔ لہذا تھا۔ جیب گلاب دین  
 میں داخل ہوا تو مدد اُسے دیکھتے ہی بولے: فشی رساں آیا؟

گلاب دین نے ٹانگ جھانٹ کر میں غصے اُسے بچھا دیا۔  
 اُس کا باپ بولا: آڈنشی جی! جی! آیا نول، ارکیاں مدد کتنی تھیں فشی  
 نہیں آئی۔ نئے فشی جی لگے ہیں۔ کسیں بہادی چمکیاں مدد کری  
 جگہ نہ دے دیں۔

گلاب دین بولا: جی نہیں، آپ کی چمچیں نہیں آئی تھیں؟  
 میری بات کا خیال نہ کریں، آدمی بندہ بشر ہے غلطی ہو رہی جاتی  
 ہے۔ بازار میں میری لڑکیاں بد معاشرت کے نام سے مشہور ہیں۔ اصل  
 نام بد معاشرت انسا ہے۔ میری طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ جیکب کہتا ہے  
 قدر انسا چاندنی پریشی ہوئی۔ اہلیہ کی اُس معاشرے کی کہ پیدا  
 ہونے کی چمچیں لائے تھے؟

بڑے بے ہنگام تھے، آپ فشی جی! انسا آپ کا بھوکہ کرے۔ یہی  
 تو کھو دیں، اُس نے گائیجے کے پیچھے سے ایک منی کا ٹکڑا ہانگ لگا  
 سہا



دین کے ہاتھ میں دے دیا بیٹھنے کے لیے بگڑا ل کر دی اور حق اس  
کی طرف مڑ کر لو کر کے کہنے لگا: "ادھشی جی کے لیے نسی لا۔"

"جی نہیں، تکلیف نہ کریں۔"

"تکلیف کس بات کی بھی اگھر کی نسی ہے۔"

"کوئی دیر ہے؟"

"بھینس بے فشی جی؟"

بدانتسابوں نے ہمارا گھرانہ تو مغلوں کے وقت سے آباد ہے۔  
گلاب دین کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی۔ بدو کا باپ بولا: "ہم کوئی  
ایسے دیسے نہیں، بڑے غنازدان کبوتر ہیں۔" پھر اس نے قرآن کے نام  
میں کارڈ رکھا شروع کر دیا عجیب آخری نماز آیا تو بولا: "یہ دو سو دس  
تھیں کاک کی چٹنی کے لیے بھیجا ہمارا بے تمھاری ماں کی طبیعت اچھی  
نہیں۔ جوں ہی پانچیں ہوئی، تمھیں ملے آمانے گئے۔"

نسی کے شکریے کے طور پر گلاب دین نے پوچھ لیا کیا تکلیف  
ہے گھر میں؟

"چھوڑتے ہیں۔ ہم لوگ پرہیز بھی تو نہیں کرتے ناشی جی؟"  
گلاب دین چلنے لگا تو بدو کا باپ بولا: "فشی جی! جس روز گھر کی  
نسی چینی کو جی چاہا کر سے، بلا تکلف چلے آیا کریں؟"

آجستہ گلاب دین کو سب کے اندر دین نماز کا حال معلوم ہوتا  
چلا گیا۔ شلایہ گیر سے رنگ کا کشادہ مکان میں بدو اندر تھرتھرتی  
تھیں، ان کی پردہ کی کو ایک دیش لالہ کند لال نے ہوا کر دیا تھا اور کہ  
اب وہ سب سے چھوٹی لڑکی مولانا کے لیے کسی اچھے رئیس کی تاک میں تھی۔  
پہلے بدو نقد کو جب مجھ سے کے لیے لوگ ہا تھا تو بدو نے مولانا کو  
کس کس طرح سبایا تھا اور وہ بقول ان کے تختی پنے ہوئے مومی گڑیا دکھائی  
دیتی تھی۔ بدو اندر قد کے باپ کا نام عبد اکرم تھا اور بھائی کا نام قسیم  
تھا جو کانوں میں مندریں پنے رہتا تھا کھانا، اچھا پستا تھا اور کوئی کام نہیں  
کرتا تھا۔ بدو اندر قد کی ماں سخت پردہ کرتی تھی۔

زہرہ و شتری کے گھر موٹے موٹے گولہوں والی عورت جو کڑھٹیلے  
لیٹی نظر آتی تھی، وہ زہرہ و شتری کی سوتیلی بہن ہے جسے افیون کھانے کی  
فلت ہے۔ اسی طرح گولی کھا کر لیٹ جاتی ہے۔ زہرہ و شتری کی ماں پرزہ  
کتنی بے حد بچیلے سال ج کرنے لگی تھی۔ اس کی دیکھا دیکھی مگر والوں کے  
ساتھ بدو اندر قد کی ماں بھی جج کرنے کی خواہش کا اظہار کرتی رہتی ہے  
مگر عبد اکرم اس کی بیٹیوں بیٹیاں اس لیے حامی نہیں بھرتیں کہ ماں  
کی سموت کمزور ہے۔

گلاب دین کے بھی معلوم ہو گیا کہ جس گائے مال کی بجھ کیا وہ  
چھکے، دوسرے گھر فردا خیر پہنچ جاتی ہے کہ فلاں کے ماں آئی کل زیادہ

سوسائیاں آتی ہیں۔ یہ سب کام طوائفوں کے ملکہ سم کرتے ہیں جو ذات  
بھرا دھڑا دھڑ بھرتے رہتے ہیں، دن بھر کانوں پر بیٹھے ناخکھیلے ہیں  
اور لڑنے مارنے سے پٹیرے کی تیاں پیتے ہیں۔ جن مکانوں کے لالہ لالیا  
پر دن کو موٹی موٹی چٹیں اور تہہ دار مٹاٹھکے رہتے ہیں، رات کو بھی لالہ لالیا  
کے دروازے اس انداز سے کھلتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے، چن اسٹاٹ کی جھیل  
اڑ گئی ہیں۔ اسے سب مکان پر اسرار نظر آتے تھے۔

وہ ایک دن تھکا ہوا تھا۔ پیاس لگی ہوئی تھی۔ اس کا بی عبد اکرم  
کے گھر کی تپ پینے کو چلا۔ اس نے سوچا، یہ چار چٹیاں ہانٹ کر جھک کر  
مڑ جائے گا جوں ہی وہ چار چٹیاں ہانٹنے لگی میں داخل ہوا، وہاں شور  
مچا ہوا تھا۔ منس کی ایک دندڑی سے لڑائی برپا تھی۔ چند منٹوں کو گھر کی  
تماشا دیکھ رہی تھیں۔ جب گلاب دین وہاں سے گزرنے لگا تو ستن اپنی  
مخالف دندڑی کی طرف پھر اشارہ کر کے بولی: "جانی تجھے جتنی رسوا  
"جانی گشتیے تجھے جتنی رسواں و دوسری نے پلٹ کر جواب دیا۔

سب دندڑیاں کھل کھلا کر تپ پڑیں اور گلاب دین چٹیاں ہانٹے  
بفریگ سے نکل آیا اور عبد اکرم کے پاس پہنچا۔ وہ اپنی ڈوڑھی میں چٹیاں  
لے رہا تھا۔ خیر ہے؟ آپ کچھ کھیلے ہوئے ہیں؟ گلاب دین نے پجڑی کے  
شیلے سے ماتھا پونچھا اور سارا ماتھا بیان کر دیا۔

عبد اکرم لگے روز گلاب دین کو جو دھری ماتو کے پاس لے گیا  
جس نے اندر رکھی ستن کو خوب پٹا اور گلاب دین سے کہنے لگا: "تو کچھ فشی  
جی! آپ نے مجھے یہ تو نہیں بتایا کہ گلاب کی لگی سے گزرتے وقت پھونڈوں  
کبھی آپ کو پکڑیں کیا کرتی تھی۔ جب آپ گزرتے وہ گلاب سے کتنی، بی تیرا  
خضم گلاب دین آیا اسی مجھے یہ شکایت دوسری دندڑیوں سے ملی تھی اور  
میں نے ایک دن اس بات پر پھونڈوں کی پسلیاں بھی توڑی تھیں۔ میں  
تو آپ کا پہلے ہی بڑا خیال ہے فشی جی! مگر ایک بات آپ سے کہنی ہے  
مجھے، وہ یہ کہ ان گیلوں سے آپ منوں کی طرح گزرا کریں مگر منوں کی طرح  
نہیں۔ اس علاقے میں تو آدمی کو بڑا آسرا لگ ہو کر رہنا چاہیے۔"

جب گلاب دین عبد اکرم کے ماتھا اس کے گھر پہنچا تو ڈوڑھی  
سے باہر ایک ایسی سی بزرگ دھڑکی دیکھ کر عبد اکرم بڑھ چلا۔ خیال ہے  
راتا ہردی آئے ہیں؟

بیچکس میں خستہ موٹے پر جس کا خلاف پلائی میل سے موم ہار  
میں چکا تھا، انا صاحب بیٹھے تھے مومنہ کے باندہ بدو بیٹھی تھی اور بدو  
ایلائی ملک کا تھان اپنے باندوں سے تپ رہی تھی۔ پچھلے ہفتے بدو  
سے اس کے سینے کی گوری گولا پلاسٹک سے اگرا عین لا رہی تھیں۔  
سے ہاتھ مار عبد اکرم گلاؤں پر بیٹھ گیا اور مڑے بولا: "مجھے سے کوئی فشی  
جی کو نسی پلائے؟"



بدد بول: وہ بازو گیا ہے میں جانتی ہوں: یہ کہ کروہ صوفی کے بازو سے اٹھ بیٹھی اور اندر سے خشی کا ایک گلاس لگا کر اس نے گلاب دین کے ہاتھ میں دے دیا اور پراسرہ طریقے سے آہستہ سے بول: آپ ابھی جاؤں مت؟

وہ دہاں سے اپنی ریشمی شلوار ہاتھوں میں منبجھاتی دھاپ کر برآمدے میں پہنچی۔ دہاں سے جھجک میں اگر رات سے بول: ہاں ہوری اندر بیٹھے بھینس کا سودا کر رہے ہیں۔ پھر آپ کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ خشی جی کہتے ہیں بھینس کا امک کہتا ہے، لینا ہے تو دونوں میں آگاہنا بل لے جائیں؟

ہاں سے مسکرا کر رانا کی طرف دیکھا اور بولا: یہ دونوں بھینس ہاری ہاری ہستی رکھتی ہیں دہوتی میں حاصل میں رانا جی اب ہماری بھینس سوکھ گئی ہے۔ مجھے روز کتنی تھیں آجانی لے دو؟

رانا میں ہی نکلا ہیں بدد کے چہرے پر ڈال کر بولا: تو لے لڑا، کتنے میں دیتا ہے؟

”کیوں آجی! آٹھ سو گنتا ہے؟“

”ہاں پتر؟“

”کل مجھ سے چیک لے لینا؟ رانا بڑی بے غرضی سے بولا۔

بدد نے چرنچال پن سے وہیں کھڑے کھڑے کہا: آجی خشی جی! آپ اب جائیں۔ ڈوگ سے کہہ دیں، آجی! اگر بھینس لے جائیں گے بھینس کیسی بھینس؟ وہ سوچنے لگا۔

اس نے باہر نکلتے ہی خوازی سے پوچھا: یہ رانا ہوری کون ہیں؟ جس نے بدد کو سہ فراز کیا تھا؟ اس کا جتنی بے کھڑے سے آیا ہے۔ بھولے نہ خشی جی! بل لایا ہوگا۔ اب چھوٹی بھی جران ہو گئی ہے۔ ہٹا سترہ گل آدمی ہے؟ اسٹوگل کیا ہوتا ہے۔ یہ سوچتا ہوا وہ فرگ سے کی قبر کی طرف ہٹا لیا۔

گلے رنڈائے رانا کو دیکھتے کاشوق پھر بدد کے گھر لے گیا۔ جھجک کے ساتھ ساتھ دھنگ دھنگے تھے۔ ایک پرانا نا بیٹھا تائی سے شیو جوارا تھا۔ دھری پر پائے کی بیاباں دھویو بھری پڑی تھیں۔ ان کا لازم گنجا کر کے ملک کوٹھی میں اداں رگڑا تھا۔ بدد کا بھائی قیم ریشمی تہنہ بیٹھے مٹے سے سے منڈی ہوتی ہڈیاں کل کیے اس کے پاس بیٹھا کچھ جلیات سے بدد تھا۔ قد اور ہڈی گانڈھیل پر چوہہ کر خشی لسن چیل رہی تھیں۔ چوہہ ہوری ہری ہیں مگر؟

”نہیں خشی جی! خشی جی میری کون خشی نہیں آئی؟ مہر و جلدی سے بن کر بل بیچے بدد میں اسے پرکھ گئے ہوں۔

”تیری تھیں کہاں سے آنے کی طعنے؟ قد نے جھٹ سے اس کا پتا

کاٹ دیا۔ ساتھ کے کمرے سے بدد کل آنی اس نے نہایت خوبصورت سٹھ پن دکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں خوشبو کی بیشی تھی جو وہ اپنے ہاں پر چھڑک رہی تھی۔ کچھ خوشبو اس نے مانا پر چھڑک کر اور بول: خشی جی! کوڑو کی سوغات لیتے چلیئے۔ یہ چار سیڑیوں پر ہر ہشتی کے گھر دیتے جائیں اور یہ دو آپ کا حق؟

بدد نے ایک پھوپھوں سے چھڑخ شرخ سیب نکال کر گلاب دین کو تھا دیے جن اس نے اپنے چوڑے کے قہیلے میں ڈال دیے۔ اس لیے اس نے ہاں ہاں سے خوشبو کی لہریں لیتا ہوا باہر نکل گیا۔

زہرہ و شتری اپنی جھجک میں دھانچوں کے ساتھ بیٹھی دیکھ رہی تھیں۔ گلاب دین نے ہاں کر سیب ان کے سامنے رکھ دیے۔ دونوں بھنوں نے معنی خیز نظروں سے ایک دھری کر دیکھا۔ خشی جی! دیگ کجی ہے ان کے گھر؟ زہرہ نے دلچسپی سے پوچھا۔

”میں نے نہیں دیکھی؟“ گلاب دین نے جواب دیا۔ ہمارے میں ان کی سوتیلی بہن کے توڑے سے نہ کر ڈٹ بل کر گلاب دین کی طرف دیکھا اور پھر ہٹ کر مٹا۔

گلے دھن ڈاک چھانٹتے وقت بدد نے زہرہ کے نام کی خشی جی۔ وہ جاہتا تھا، بدد یا بدد کی خشی جی نے تاکا جی پھر ادر کا پھیرا ہے۔

**اردو کے ناول اور نثر**

کی ان کتابوں کے لیے روایت کی لائبریری کا ادبی کونسل کے پاس

فادر قلیط	۱۸ روپے	گل نفیر	۲۰ روپے
برگ خزاں	۱۸	فرز محمد میر تقی	۲۰
دکان شیشہ گر	۱۸	نہن صریح	۱۰
زنجیریم آہو	۱۸	سرور رقتہ	۶
سلومی	۱۰	دشت شام	۱۵
غزل الغزلات	۱۰	خروش غم	۱۵
کعب دریا	۱۰	اقبال و عطیہ	۵-۵
ورق ناخواندہ	۱۰	پرواز عقاب	۵-۵
منقشا	۱۰	حدیث خواب	۱۲
گلکب مرج	۱۸	محطایا	۱۲

**پاکستان کے تمام ایکسٹرا سٹورس مل سکتی ہیں**







بھڑا تشوہان پر گلاب پاشیاں رکھ دیں اور پچھنے لگا: "آہا بدھ ٹھیک؟"  
اُس نے کہا: "ہاں جیتے رہو۔ ٹھیک ہے۔"

"پاگڑیٹ کے لیے کچھ پیسے تو دے دو۔ بدھ نے دس روپے  
لازٹ دے دیا۔ وہ اُدھر قاب ہوئی، یہ قدر کو لے آیا۔ اُدھ بولا: "ہاں! ہمارا اختتام ٹھیک ہے نا؟"

اُس نے کدوں کا جائزہ لے کر کہا: "ٹھیک ہے۔"

"ہاں! پاگڑیٹ کے لیے کچھ پیسے تو دے دو۔" اُس سے بھی دس کا  
نڑٹ بٹھایا۔

دوسری طرف انھوں کی لڑیاں آلی شروع ہو گئیں۔ انگلیوں میں  
سگریٹ لیے ہوئے بھاڑیا چلاتی، سرگوشیاں کرتی، رنگارنگ انداز میں  
رنگارنگ لباس، گوتے چہرے، سنو لائے ہوئے چہرے، بھرے بھرے  
سینے، ہٹل مکر۔ دلیری کی تمام ادا میں اندھڑے، ابریشم دکنز اب کے گھانوں  
میں لپٹے ہوئے کچھ جوان، کچھ سرشار، کچھ ادھیڑ سالان جیسے قمریوں اور  
کچھ تریوں کی غوغاؤں سے چمک اٹھا۔

نور پلاؤ شیرمال اور نورمر برتایا گیا۔ ایک آٹا، ایک جاتا مارا نزاریہ  
قریبوں کے گھر کا ماسپنچا دیا گیا۔ اس بچہ دہان میں گھرے ہوئے گلابین  
کی نیچے کی سانس نیچے، ادھر کی ادھر۔ ہماؤں کا جگتان ہو چکا تو برتا لے  
والوں کی باری آئی پھر سب کھاپی کر دالوں میں بھی چاندنی پریٹ کر  
سگریٹ کا دھواں اٹانے لگے۔ نانی اپنی دنگیں اور عمر لے سنبھالتے لگا۔  
"پتہ نہیں اپنے چچی رسال کو کچھ دیا ہے یا نہیں؟"

استاد نور الدین بولا: "ہاں! بی بی نے چاول دیے تھے۔"

برکد سے سے بدردہ بولی: "میں نے دیے تھے تاجی! "

"ہاں! لیے ہیں تاجی خبریں لایا ہے۔"

دلت کو جب گلاب دین پہنچا مجلس سچ چکی تھی۔ فیروزہ نے سلما  
کا سوٹ پہن دکھا تھا۔ اُس کی سٹادل کلاٹیاں سونے کی چوڑیوں میں  
پھنسی ہوئی تھیں۔ زہرو نے ساڑی کے ساتھ بڑے نام سی جمل پہن کھی  
تھی جب ساڑی کا پٹر مرک ہاتا تو اس نے سانس کا کاسکاپٹ پیچھے  
سے اُس کی پکٹی پکٹی کر دکائی دینے لگی۔ گلاب نے جھڑی دار پہاڑے پر  
گھیرا دیکھیں میں رکھی تھی جیسے اکبر کے زمانے کی ملتہ جب ملت تو جوتی کے  
ستارے سادھتیس کی گوت کے ہاتھ جمل مل جمل مل کرتے۔ ریشمی ہزارے  
میں مشری کے سرین ہٹل کے دھاروں کی طرح رگڑا دکھا ہے تھے۔ طرارے سے  
انھوں نے اس طرح بھر دیا تھا جیسے اس میں آٹھ لکھ گئے ہیں۔ مشری کی  
چھوٹی بن جو چند مہینے ہوئے۔ آہا! کاسبت سے رہی تھی، آج پہاڑی نہیں  
جاتی تھی۔ اُس نے ماتھے پر جو برنگا دکھا تھا، ہٹل کے تناؤ میں کئی لٹار  
اور کئی لٹا میں پل رہی تھیں شعز جو ابھی ادھر سے ادھر جانا آپ کھاتی۔

پھر سی تھی۔ تو پھل جھڑی بنی ہوئی تھی۔ اُس نے سینے پر بدھ پٹلے بادھ  
رکھے تھے۔ اُس کے کئی ندپ تھے۔ متابی انار پوٹ گولا لیکن بھلیاں  
نہیں تھیں۔ تمام بھلیاں آج بدھ کے حلقے میں آگئی تھیں۔ جس کی لمبھڑی  
آنکھوں پر دماز پکلیں بھی ہوئی تھیں اور نریت کے ہر شمس پر تو سے پرو  
دھک رہا تھا۔ پان لاکھ کی مشری لیے چاروں طرف قاضی میں جتی  
ہوئی تھی۔ بدھ جب ہونٹ میچ کر باتیں کرتی تو اُس کے ہونٹوں کی آواز  
تراش اند بھی غضب اُٹھاتی تھی۔ وہ اپنی انگلیوں کی خفیف سی حرکت سے  
جب اپنے کٹے ہوئے ہال گردن سے بٹاتی تریوں ملتا جیسے انگلیوں  
کی پوڑوں سے جودیں شبنم کی بھوار پڑے گی۔

مرد، مرد ہی نہیں گئی تھی۔ اُس کی دنا لے دنا کھوں میں اتنی  
گھلاوٹ کھلاں سے آگئی تھی۔ چوڑیاں بھرتی بھرتی تھی اور اُس کے نگ  
ہاس میں اُس کا انگ انگ نظر آ رہا تھا۔ چھوٹی سی تختی اُس کے بڑے  
بڑے دناؤں اور دناؤں کے خیالوں کی چٹلی بھا رہی تھی۔ اسنے میں ایک جڑ  
اندرا آیا۔ سرد قدر کو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی سٹے ہوئے ریشم کی طرح  
مغل میں داخل ہوئی۔ بڑی نزاکت سے اُتھ کر قوس بنا کر سب کو آداب کیا۔  
دالان کی دلیور پٹیلے ہوئے گلاب دین نے پوچھا: "قیم ہی! یہ روکی کون؟"  
وہ ایشٹے ہوئے بولا: "مشتر، میری پھر بھی کی روکی۔ خواجہ صاحب  
کے گھر میں ہے۔ گلاب دین کے سینے میں جیسے بہت سی سانس رکی ہوئی  
تھی۔ اُس نے ایک لمبی سانس لے ڈال۔ وہ خواجہ کی کوٹھی میں چٹیاں  
بانٹ چکا تھا۔ وہ انھیں جانتا تھا۔

سیراہ کھلے ہوئے سائے بھول سانس کے رخ اکتھے ہو گئے تھے۔  
رنگارنگ ہٹے کھیلے دکتے چہرے گل دستر بنے دکائی دے رہے تھے  
خادگ کے ساتھ کہیں دکائی نہیں دے رہا تھا۔ خواجہ صاحب اُن حوزوں  
پر جا بیٹھے، بدھ مرد و ہماں بیٹھے ہوئے تھے ایک طرف بیٹھ کر حقے کا دھلی  
اڑانے لے ملازمدوں میں سے ایک آدھنے انھیں سلام کیا اور اپنے  
ساز لے کفالتیں پر آ بیٹھے۔ سب سے پہلے ہونے م خمدہ مشری کی چھوٹی  
بن الماس کو بچ کر بٹھا دیا گیا۔ اُس کے گانے کے بعد خود ہما۔ بدھ۔ بدھ۔  
بدھ۔ نساہنی گئی پکیں اور پُٹھائیں۔ مہول کی طرف سرگرد کیا  
پھر مغل کا ایک نظر سے ہماڑہ لیا اور اپنی ریشمی شلواری کر کے چھپکیں میں  
تمام کر پائے سنبھالتی بیچ میں آ بیٹھی۔ گلاب دین دلیور پر اور دھوپا ہو گیا۔  
اُس نے بدھ کو اس رنگ میں کب دیکھا تھا۔ یا اپنی بدھ کی آواز اور قہقا  
رم جسم ایک ہماں نے نڑٹ نکالا۔ گلاب دین نے ساتھ ملے سے پھا  
کتے کبے؟

"دس کا۔"

گلاب دین کے سینے سے پھر ایک لمبی سانس نکل کر صدمہ  
سنگ







ایک نعمت ہمار تھی جو ستروں کی محل ملاتی مدخلیہ کم گنا  
گزر گئی۔ گلاب دین اذان تھے ہی خاصی مسجد کے ایک اذان سے اٹھا۔  
مرض کے ٹھنڈے پانی سے اس نے دھو لیا۔ آج نماز پڑھنے میں اسے بڑا  
لطف آیا خدا کے اس وسیع دھرم میں گھر میں اور گلاب دین کی کٹنگ لگائی  
میں بڑی مائیت تھی اس نے لیے لیے مجھے کیسا اندر داد ہر لیا۔  
اس نے اس پاس کے مکتے کی ٹاک آدھ پر کر بانٹ دی۔  
درختیاں جو اس طرف کی تھیں انھیں لکھ دیا کہ سو پر کر ہی جب سب پر کر  
اس نے جیلا کریم کے گھر چلا گیا اس سب سے پہلے تھے ملگے ملگے مذہب  
گلاب دین نے جن اٹھا کر دیکھا تو سب ملگ جھک میں بیٹھے ہوئے تھے۔  
"اؤٹشلی گلاب کیا حال ہے؟"

"میں کل آیا تھا۔ آپ سب سوئے پڑے تھے؟"  
"بڑا حال تھا بلا لڑکیاں جھک گئی تھیں۔ کیوں؟ انھی وقت رہی؟"  
عبدالکریم نے کہا۔

"اور جی مدنی، کمال ہو گیا تھا گلاب جی سے تو مدد دی؟"  
"ابھی تھا اسے آئے سے مدد نہ پٹے گئی ہے۔ ہمار سو ہو گیا ہے۔"  
لڑکیوں کو اپنے ساتھ ہی ماہ لے جانے لگے وہی تھی پہلے سلی گئی تھی  
بہت کچھ کے کر آن تھی؟  
"پھر؟"

"پھر یہ بھی تیار ہو گئی ہیں۔"  
جلد تاش پھیلے پھیلے بولے۔ "ہمارے کھڑے۔"  
پندہ مدنیک تینوں بیروں کی ہمدقت توجہ کپڑے سلانے پہنکا  
مدنی آتا تھا، گلبے کو ٹانٹ پڑا نہ پڑی تھی، آخر استاد نے  
بچے بانٹے اور تینوں بیروں کو لے کر دس دن کے لیے بری ماہ کے میلے  
پر چلے گئے۔ عبدالکریم کو ان کے خط کا بڑا انتظار تھا۔ گلاب دین خط لیا  
تو عبدالکریم حق کی نے نہ سے نکال کر لڑا و تم سے کتنا سہمہ ہے۔  
پڑھ کر بھی ستادو؟

جس نے خط میں لکھا تھا کہ ہم پنڈی پہنچ کر خیریت کے ساتھ لڑو  
پہنچ گئے ہیں۔ میاں دکر دوں کا اچھا ڈیرا مل گیا ہے سات کو چکر دیر گے  
تو امانہ نگ کے گا کر میلا کیا جائے گا ویسے میلا بہت بھر رہا ہے۔  
چادوں طرف سے طرح طرح کی گانے چالیاں آن ہیں۔ کچھ بھی آرہی ہیں۔  
منجے یہ میلا اگلے سال نہیں ملے گا فقط آپ کی بیٹی۔ بدد؟  
دوسرا خط آیا اس میں لکھا تھا: خدا کے فضل و کرم سے میلے کے  
ساتھ ہم بھی بہت اچھی جا رہی ہیں۔ پانچ دن کی آمد مل ہمار بڑا ہو رہی ہے  
جو استاد جی آج پنڈی جا کر آپ کو مدد کر رہے ہیں۔ ہمارا حال انیس کو  
لاہور پہنچ جائیں گے۔ ہمارے آنے سے پہلے مولوں کا کپڑا لڑا لیں۔

مولوں کا سپرنگ بھی ڈھیلے ہو چکے ہیں، وہ بھی ٹھیک کر دیں، کچھ مرنے  
ہی نئے خریدیں۔ پڑے بھی نئے ڈالیں۔ سستی دکر دیں جو اس کی ہے  
کہ مرد پر ایک گڑبھاں عاشق بر گیا ہے آپ خود اترواں اس سے ہماریں  
گئے، اسے گاہیں نے اور قہنے کے کیا یہ پدیس ہے؟ آپہ ہمارا خط  
ہواں ہوں، دواں ہم آپ کی خدمت کر رہے گے۔ کتاب بڑا ہم کر کیا لکھنے  
پلائے گا۔ قہرنے کا ہمارا آپ کہیں۔ ہمارا استاد جی ہم کس شریعت میں  
پلاؤ ہم بہت پیار سے استاد جی نے کہا ناں صاحب آپ آئیں نا  
ہم آپ کو شریعت وصال کے کمرہ میں دیکھیں دیر گے، خیرے کھانے  
سور کے سر پہنچے سو سو پے کے نوٹ لکھتے ہیں جس کے اندر قرآن ہر ہوتا  
ہے ضروری اس سے بڑے خیرے کرنا رہی ہے جھک کے ڈکر کر لیں پھر کر  
نے گئی ہے کچھ جی اس نے ہمارا ڈکر کر گئی کی انگریزاں نکال دی ہیں۔  
عبدالکریم نے خط میں لکھا تھا کہ سانس ل اور ہم لا؟ خدا ایسی بڑا  
سب کر دے گلاب دین! انھوں نے آپ کو بڑی بڑی رکھیں اور دی ہیں  
اور اس پران کو بھی لڑ رہا ہے سب اللہ کے فضل سے سرور بھی کماؤ پڑنے  
گی۔ پھر ایک اور جملہ کریں گے؟

جب عبدالکریم نے ہمار بڑا کے جھک ڈرافٹ کا رجسٹری خانہ  
گلاب دین کے ہاتھوں سے وصول لیا تو لگے دن ہی کیم ہمارے ڈیرے  
کے مرنے اور پردوں کا کپڑا لے لیا۔ جھک میں سفیدی بڑی خیرے مال  
درا اور گریوں پہ پالش پھر گئے نئے شیشے لگ گئے۔ ڈوئی باز اسے کار بڑا  
کر نیم چینی سے لکے ہوئے پڑے جھاڑو فاروس کی صفائی کرادی گئی۔  
سارا گھر بڑا ہو گیا۔

دیکھاں انیس کی صبح آرہی تھیں اور انیس ہی کر پوسٹ آفس کے  
پھر اٹھے والی عمارت کے لیے کمرے میں چل پل دکھائی دے رہی تھی۔  
پہر انیس نے پوسٹ ماشوے کہا۔ گلاب دین کچھ مرضی کا ہاتھ ہے۔  
"کیا مرضی کا ہاتھ ہے ہر حال؟ بلاؤ پوسٹ ماشوے چکر  
پہر انیس سے کہا۔

دوسرے لمحے گلاب دین پوسٹ ماشوے کے سامنے کھڑا ہوا  
پر نظری جھکے کر آیا تھا۔ یہ تھلکی پھیلے سال مال مرضی میرے سامنے  
پڑی ہے تھلکی فٹا کے مانی تھلکی تبدیلی اب ہر لڑکی سے لڑی ہو گئی  
کر دیکھ گئی ہے اب تم کیا مرضی لے کر آئے ہو؟

"حضور میری طرف اتنی مرضی ہے کہ مجھے میں بے دیا ہلائے؟"  
"کیا کہا؟ پوسٹ ماشوے قافلے سے نکلا تھا گلاب دین کو روت  
سے دیکھا اس کی دڑھی غائب تھی۔ بس ہی تھلکی ٹھل ہوئی تھی اس کے  
سے ہونٹوں کے اوپر مچھوڑ کا بچکا بچکا فہار تھا۔

